مکتوباتِ شبلی پر ایک نظر

سفیر اختر *

(۱)

علامہ شبلی نعمانی (م ۱۹۱۴ء) کے مکتوبات کی جمع و تدوین کا کام اُن کے حینِ حیات سیّد سلیمان ندوی (م ۱۹۵۳ء) نے شروع کر دیا تھا۔(۱) انھوں نے جب اکتوبر ۱۹۰۹ء کے شمارۂ ''الندوہ'' کے ذریعے اپنے ارادے کو وسیع تر حلقے تک پہنچایا، تو اُن کے بقول: ''اطرافِ ملک سے کئی ہزار خطوط کا مجموعہ جمع ہوگیا۔''(۲) مکتوبات کی اِس فراہمی میں خود علامہ شبلی نے بھی اپنے احباب کو اِس جانب توجہ دلائی۔(۳) مکتوبات کا ایک ذخیرہ تو جمع ہوگیا، مگر سیّد صاحب دوسری مصروفیات کے سبب اس جانب توجہ نہ دے سکے، اور یہ کام وقتی طور پر گوشۂ خمول میں چلا گیا۔

علامہ شبلی کی رحلت کے بعد ترتیبِ مکتوبات کی اطلاع دوبارہ شائع کی گئی تو ''کثرت سے ہر طرف سے خطوط کی بارش'' ہوگئی۔ سیّد صاحب نے دستیاب جملہ مکتوبات مرتب نہ کیے، بلکہ اُن کا انتخاب مرتب کیا۔ اُن کے اپنے الفاظ میں:

> میں نے صرف اُن خطوط کا انتخاب کیا ہے جن سے یا تو مولانا کے ذاتی سوانح کا کوئی واقعہ ظاہر ہوتا ہے، یا ان میں کسی علمی، اصلاحی اور قومی مسئلہ کا ذکر ہے، یا انشاء پردازی کا ان میں کوئی نمونہ موجود ہے۔ انھیں اصول ہائے ثلاثہ کی رہبری سے ہزاروں خطوط کے انبار سے یہ چند دانے چھانٹ کر الگ کیے گئے ہیں۔(۴)

سیّد صاحب کے مرتبہ مجموعے ''مکاتیبِ شبلی'' کے دو حصوں میں سے پہلا ۱۹۱۶ء میں، اور دوسرا ۱۹۱۷ء میں شائع ہوا۔ سیّد صاحب ''مکاتیبِ شبلی'' کے دوسرے حصے کی ترتیب و تدوین سے فارغ ہوگئے تھے، مگر اِس کے بعد بھی مکتوبات کی ''آمد کا تار نہ ٹوٹا،(۵)'' چنانچہ ''مکاتیبِ شبلی'' کی دوسری اشاعت (حصہ اوّل ۱۹۲۸ء؛ حصہ دوم ۱۹۲۷ء) میں چند مزید مکتوبات شامل کیے گئے۔

سیّد صاحب کی اِس کاوش سے علامہ شبلی کے مکتوبات کا ایک وقیع ذخیرہ جمع ہوگیا، جو اگرچہ انبار میں سے چند دانوں کے مترادف تھا، تاہم یہ ذخیرہ مطالعۂ شبلی کا ایک بنیادی مأخذ ثابت ہوا۔ اِس موقع پر یہ سوال ذہن میں

* مدیر ششماہی ''نقطۂ نظر''، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز۔ اسلام آباد، پاکستان

اُبھرتا ہے کہ وہ مکتوبات جو سیّد صاحب کے معیارِ انتخاب پر پورے نہ اتر سکے، اُن کا کیا بنا؟ دارالمصنفین - اعظم گڑھ میں، یا کہیں اور محفوظ ہیں؟ البتہ بعد میں سامنے آنے والے مکتوباتِ شبلی سے یہ واضح ہے کہ جو مکتوبات ''مکاتیبِ شبلی'' کا حصہ نہ بن سکے، وہ بعض مکتوب الیہم کے پاس محفوظ رہے ہیں۔

(۲)

سیّد سلیمان ندوی کی مذکورہ کاوش کے حصہ دوم کی اوّلیں اشاعت کے نو برس بعد ۱۹۲۶ء میں علامہ شبلی کے ایک سو مکتوبات کا مجموعہ — ''خطوطِ شبلی'' — مولوی محمد امین زبیری (م ۱۹۵۸ء) اور منشی سیّد یوسف قیصر کی ترتیب و تدوین اور مولوی عبدالحق (م ۱۹۶۱ء) کے مقدمے کے ساتھ شائع ہوا۔ (آگرہ: شمسی مشین پریس، ۱۹۲۶ء)۔(۶) اِس مجموعے کے جملہ مکتوبات ممبئی کے ایک سلیمانی بوہرہ خانوادے کی دو بہنوں زہرا بیگم فیضی (م ۱۹۴۰ء) اور عطیہ بیگم فیضی (م ۱۹۶۱ء) کے نام ہیں۔ علامہ شبلی کے مکتوبات کی طرح اُن کی متفرق تحریروں اور تقریروں کی ترتیب و تدوین کی طرف سیّد سلیمان ندوی اور اُن کے رفیقِ کار مولانا عبدالسلام ندوی (م ۱۹۵۶ء) نے توجہ دی۔ سیّد صاحب نے ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۸ء تک کے عرصے میں ''مقالاتِ شبلی'' کی آٹھ جلدیں مرتب کر دیں۔ عبدالسلام ندوی نے ''خطباتِ شبلی'' کو یک جا کر دیا، مگر ان حضرات کی پوری کوشش کے باوجود بعض تحریریں— مقالات، خطبات اور یاد داشتیں — اُن کی نظر میں نہ آسکیں۔ علامہ شبلی کے فکر و نظر سے دلچسپی رکھنے والے حضرات وقتاً فوقتاً اِن کی نشان دہی کرتے رہے، یا قندِ مکرر کے طور پر شائع کرتے رہے۔ اپریل ۱۹۶۴ء تک سامنے آنے والی متفرق تحریروں کو، جو جناب مشتاق حسین کی نظر میں آئیں، انہوں نے ''باقیاتِ شبلی'' کے نام سے مرتب کیا (لاہور: مجلس ترقی ادب، مئی ۱۹۶۵ء)۔ ''باقیاتِ شبلی'' میں دوسری تحریروں کے ساتھ ۵۷ مکتوبات بھی یک جا ہوئے ہیں۔

۱۹۸۸ء میں مولانا ابوالکلام آزاد (م ۱۹۵۸ء) کے صد سالہ جشنِ ولادت کے موقع پر جناب سیّد محمد حسنین کا مرتبہ مجموعہ ''خطوطِ شبلی بنام آزاد (بقلمِ شبلی)'' چھپا (پٹنہ: بہار اردو اکادمی) جس میں جملہ مکتوبات کے عکسوں کے ساتھ ۱۷ غیر مطبوعہ مکتوبات و رقعات بھی شامل ہیں، جو ''مکاتیبِ شبلی، حصہ اوّل'' میں مولانا آزاد کے نام مکتوبات کے ساتھ شائع نہ ہو سکے تھے۔

۱۹۱۲ء کے اواخر میں جناب محمد الیاس الاعظمی نے زیرِنظر ''مکتوباتِ شبلی'' کا مجموعہ مرتب کیا جس میں ''مکاتیبِ شبلی'' (حصہ اوّل و حصہ دوم) اور ''خطوطِ شبلی'' میں شامل مکتوبات کے علاوہ حتی الوسع اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے ۲۱۰ مطبوعہ و غیر مطبوعہ مکتوبات یک جا ہوئے ہیں۔ غیر مطبوعہ مکتوبات کی تعداد ۹ ہے۔

(۳)

جناب محمد الیاس الاعظمی نے چند برسوں میں یکے بعد دیگرے ''متعلقاتِ شبلی''، ''کتابیاتِ شبلی''، ''شبلی - سخن وروں کی نظر میں'' اور زیر نظر ''مکتوباتِ شبلی'' کی تالیف و تدوین اور ان کے ساتھ علامہ شبلی کی دو اہم کتابوں — ''اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر'' اور ''موازنۂ انیس و دبیر'' — کی جدید اشاعتیں تیار کر کے معاصر شبلی شناسوں میں نمایاں مقام بنالیا ہے۔ پروفیسر خورشید نعمانی ردولوی نے بجا طور پر لکھا ہے: ''جس جوش و جذبہ اور خلوص کے ساتھ ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی نے شبلی شناسی کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا ہے، وہ قابلِ صد تحسین و آفرین ہے اور [وہ] اِس شعر کے معنوی مصداق بھی۔--- شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم۔'' (۷)

''مکتوباتِ شبلی'' میں بعض اُن مشاہیر کے نام مکتوبات شامل ہیں جن کے نام مکتوبات کا بڑا حصہ سیّد صاحب کے مرتبہ ''مکاتیبِ شبلی'' میں شائع ہوگیا تھا۔ سر سیّد احمد خان (م ۱۸۹۸ء)، نواب محسن الملک (م ۱۹۰۷ء)، سیّد عبدالحی ناظم ندوۃ العلماء (م ۱۹۲۳ء)، مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی (م ۱۹۵۰ء)، مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا عبدالماجد دریابادی (م ۱۹۷۷ء) انھیں میں شامل ہیں۔ اِس طرح ''مکتوباتِ شبلی'' ایک حد تک ''مکاتیبِ شبلی'' کا تکملہ بن گیا ہے۔

''مکتوباتِ شبلی'' کے مکتوبات سے بقول مرتب: ''سوانح شبلی کے بعض نئے گوشے سامنے آئے ہیں۔'' (۸) ایک مکتوب جو انہوں نے پیارے لال شاکر میرٹھی (م ۱۹۵۶ء)، مدیر ماہنامہ ''ادیب'' (الہ آباد) کو ستمبر ۱۹۱۲ء میں اُن کے سوال نامے کے جواب میں لکھا تھا۔ سوال نامہ تو سامنے نہیں مگر جوابات سے سوالوں کا اندازہ ہوجاتا ہے۔ یہ مکتوب اُن کے ''تعارف بقلم خود'' کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے:

> علمی شوق والد اور گھر کی تربیت کا اثر تھا۔ خاندان میں علم کا چرچا تھا اور تمام بزرگ مصروفِ علم تھے۔ اس زمانہ کی طالب علمی بہت مشکل تھی، یکہ پر سفر کرتے تھے، پیدل بھی چلنا پڑتا تھا۔ یہ سب میں نے خوشی سے گوارا کیا تھا۔ دو دفعہ والد کی اجازت کے بغیر چپکے نکل گیا۔ یہ خاص التزام رہا کہ ہر فن مثلاً ادب، منطق، حدیث، اصولِ فقہ کے لیے انہی علماء کے پاس دور دراز کا سفر کر کے گیا جو ان علوم میں تمام ہندوستان میں ممتاز تھے، مثلاً حدیث کے لیے مولانا احمد علی سہارن پوری، ادب کے لیے مولانا فیض الحسن لاہور میں۔ والد اور تمام خاندان کی مرضی بلکہ حکم تھا کہ میں علمی مشاغل چھوڑ کر وکالت اور ملازمت کروں، چنانچہ مجبور ہو کر امتحان دیا اور کامیاب ہوا۔ چند روز وکالت کی، لیکن وکالت اور ملازمت سب چھوڑ دی اور علمی اشغال میں مصروف ہوا اور اس لیے معمولی معاوضہ

پر اوّل علی گڑھ کی پروفیسری کی [۴۰روپے ماہوار پر]۔متعدد دفعہ حیدرآباد اور دیگر ریاستوں میں بیش قرار تنخواہ پر بلایا گیا، لیکن علمی مشغلہ کو چھوڑ کر نہ گیا۔ حیدرآباد سے جو معمولی وظیفہ مقرر ہے، اس پر قناعت کی۔ ریاستوں نے صلے اور نذرانے دیے اور دینے چاہے، لیکن ہمیشہ انکار کیا اور واپس کردیا۔ رائے میں ہمیشہ آزاد رہا۔ سرسیّد کے ساتھ ۱۶ برس رہا، لیکن پولیٹیکل مسائل میں ہمیشہ اُن سے مخالف رہا، اور کانگریس کو پسند کرتا رہا اور سرسیّد سے بارہا بحثیں رہیں۔ سفر ترکی و مصر صرف علمی تحقیقات کے لیے کیا اور تمام مصارف خود گوارا کیے۔ ریاست رام پور نے مصارف دینے چاہے، انکار کیا۔ بزرگوں نے قسطنطنیہ میں روپئے بھیجے، وہ بھی واپس کردیے۔ ہمیشہ بڑے بڑے اہم مقاصد پیشِ نظر رہے۔ وطن، یعنی اعظم گڑھ میں مسلمانوں کا کوئی اسکول نہ تھا اور مسلمان انگریزی سے الگ تھے۔ میں نے نیشنل ہائی اسکول قائم کیا، اس کے اکثر مصارف خود ادا کیے۔ پھر ندوہ کی تحریک میں جزو غالب اور جب ندوہ بالکل مرگیا تھا تو اس کو ازسرِنو زندہ کرکے ترقی دی۔ تصنیفات میں خاص یہ خیال رہا کہ مستقل شاخیں مکمل کردوں، چنانچہ علمِ کلام، تاریخ، لٹریچر تین شاخوں پر سیریز تیار کردی۔ فارسی شاعری میں زبان کو اہلِ زبان کے اصول پر برتا۔ ملازمت تو اکثر علمی ہی اختیار کی، لیکن وکالت اور سرکاری ملازمت کے زمانہ میں بھی درس و تدریس کا مشغلہ جاری رکھا اور یہ فطرت تھی۔ بچپن سے میری صحبت بدچلن لوگوں میں تھی اور وہ لوگ ہمیشہ ان مشاغل کی تحریک کرتے تھے، لیکن کبھی ناچ رنگ، بلکہ گانے میں بھی شریک نہ ہوا۔ جب راجہ کشن پرشاد وزیر ہوئے اور حسبِ دستور نذر دینے گیا تو اُن کے اے ڈی کانگ نے کہا کہ آپ نے تو تہنیت کا قصیدہ لکھا ہوگا؟ میں نے کہا، یہ اوروں کا پیشہ ہے، میں یہ کام نہیں کرتا، اِس پر رد و بدل ہوئی اور میں نے ناگواری کے ساتھ جواب دیا کہ ''میں کسی کی مدح نہیں کرتا۔'' قلمی اور نایاب کتابیں بہت بہم پہنچائیں اور کثرت سے مطالعہ کیں۔(۹)

''مکتوباتِ شبلی'' میں قدیم ترین مکتوب سرسیّد احمد خاں کے نام جنوری ۱۸۷۹ء کا ہے، اور آخری ایک سطری رقعہ ۲۹ جولائی ۱۹۱۴ء کا، اُن کے لٹریری اسسٹنٹ مولانا عبدالماجد دریابادی کے نام۔

ان مکتوبات میں علی گڑھ کی ملازمت اور مصروفیات، سفر ترکی و مصر، انجمن ترقی اُردو، حیدرآباد دکن سے قطع تعلق، بعد کے منصوبوں اور خواہشوں، ان منصوبوں کی ناکامیوں اور کامیابیوں، ندوۃ العلماء کے معاملات اور ذاتی تصنیف و تالیف اور اشاعتِ کتب کے ساتھ بالخصوص ''سیرۃ النبی'' کی تالیف، نیز بعض کتابوں پر اُن کی رائے وغیرہ

جیسے اُمور کے مختلف پہلو سامنے آتے ہیں۔

جہاں تک ''مکتوباتِ شبلی'' کی تدوین کا تعلق ہے، اِس میں جناب مرتب و مدوّن نے مندرجہ ذیل باتوں کا اہتمام کیا ہے:

- ہر مکتوب الیہ کے نام جتنے مکتوبات ہیں، انہیں تاریخی ترتیب سے یک جا رکھا گیا ہے، اور مکتوب الیہم کی ترتیب میں اُن کے سالِ ولادت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔
- ممکن حد تک مکتوب الیہ، اور مکتوبات میں مذکور اشخاص کے تعارف لکھے گئے ہیں۔ تعارف میں یہ پہلو پیشِ نظر رکھا گیا ہے کہ مکتوب نگار علامہ شبلی کے ساتھ اُن کے تعلقات کیسے تھے۔
- ہر مطبوعہ مکتوب جہاں جہاں چھپا ہے، ممکنہ معلومات کی حد تک بقید صفحات مآخذ کی نشان دہی کی گئی ہے، اور غیر مطبوعہ مکتوبات کی صورت میں اُن افراد کا ذکر کیا گیا ہے جنھوں نے یہ مکتوبات فراہم کیے ہیں۔
- مکتوبات میں علامہ شبلی کے طرزِ املاء اور ان کے، استعمالِ رموزِ اوقاف کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ غیر مطبوعہ مکتوبات جن کے عکس سامنے تھے، اُنہیں متعین طرزِ املاء اور رموزِ اوقاف کے ساتھ نقل کرنے میں کوئی دقت نہ تھی، البتہ مطبوعہ مکتوبات (جن کے اصل متون سامنے نہ تھے) کے حوالے سے جناب مرتب نے اپنے بقول: ''کوشش کی ہے کہ وہی رموز استعمال کیے جائیں جنھیں[کذا: جو] علامہ شبلی نے اپنے دیگر خطوط میں استعمال کیے ہیں۔''(۱۰)
- ''مکتوباتِ شبلی'' میں اشخاص، کتب و رسائل اور مقامات کے الگ الگ اشاریے شامل کیے گئے ہیں۔

(۴)

مجموعہ ''مکتوباتِ شبلی'' میں کتابت کی اغلاط کے ساتھ نقل در نقل منتقل ہونے والی بھی بعض اغلاط ہیں۔ مثال کے طور پر مولانا ابوالکلام آزاد کے نام ایک مکتوب میں یہ اطلاع ہے: ''حجۃ اللہ شیرستانی نے ہیئت میں ایک کتاب لکھی ہے۔''(۱۱) مکتوب کی یہ قراءت (reading) ''خطوطِ شبلی بنام آزاد(بقلمِ شبلی)'' کے مرتب کی ہے، انھوں نے ہیئت کی کتاب کے مصنف کا نام غلط پڑھا ہے، اُن کے فراہم کردہ عکس سے یہ نام ہبۃ اللہ شہرستانی پڑھا جاتا ہے۔(۱۲) ''مکتوباتِ شبلی'' کے مرتب نے ''خطوطِ شبلی بنام آزاد(بقلمِ شبلی)'' کی فراہم کردہ قراءت پر انحصار کیا ہے۔

جناب مرتب نے مکتوبات میں مذکور متعدد اشخاص کے بارے میں حواشی میں لکھا ہے: ''تفصیل معلوم نہ ہوسکی۔'' غیر معروف اشخاص کے بارے میں معلومات کا نہ ملنا چنداں پریشان کن نہیں، لیکن بعض بہت ہی معروف اشخاص مثلاً مولوی یوسف کلکتوی (ص ۱۱۰)، شیخ غلام صادق (ص ۱۱۱)، مولانا عبدالجبار غزنوی (ص ۱۱۱)، مولوی

ناصر حسین (ص ۲۰۰)، نورالدین قادیانی (ص ۲۰۲) اور فارسی شاعر ناصر علی سرہندی (ص ۹۲) کے بارے میں معلومات کی عدمِ دستیابی کی اطلاع کوئی اچھا تاثر قائم نہیں کرتی۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جناب مرتب کے پاس کتاب کی ترتیب اور اِس کے حواشی کے لیے مناسب وقت نہیں تھا۔ روا روی کے نتیجے میں سہو ہائے قلم کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ نواب سیّد محسن الملک کو ''راجہ مہدی علی خاں محسن الملک'' لکھا گیا ہے۔ آرنلڈ کی ایک کتاب کے نام ''سواء السبیل الی معرفۃ المعرب والدخیل'' میں لفظ ''مُعَرب'' کو ''مغرب'' پڑھ لیا گیا ہے۔ روا روی کی ایک مثال یہ ہے کہ علامہ شبلی نعمانی نے انجمن ترقی اُردو کے لیے مختلف کتابوں کے اُردو تراجم کو جانچنے کے لیے جو پینل (panel) بنایا تھا، اِس میں ایک نام مولوی مسعود علی کا تھا۔ جناب مرتب نے ''مولوی مسعود علی'' سے دارالمصنفین - اعظم گڑھ کے منتظم مولانا مسعود علی ندوی (م ۱۹۶۷ء) مراد لیے، اور اُن پر تقریباً ایک صفحے کا سوانحی حاشیہ لکھ دیا۔ اُن کا ذہن اِس جانب نہ جاسکا کہ ۱۸۸۹ء میں پیدا ہونے والے مسعود علی ندوی، ۱۹۰۴ء میں (جب یہ پینل بنایا گیا تھا) بہ مشکل پندرہ سال کے لڑکے تھے، اور ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ ندوۃ العلماء میں بغرضِ تعلیم گئے تھے، نیز مولانا مسعود علی ندوی، عالم و فاضل ہوجانے کے بعد بھی لکھنے پڑھنے سے زیادہ انتظام و انصرام کی خوبیوں کے سبب معروف تھے۔ مولوی مسعود علی جنہیں علامہ شبلی نعمانی نے ترجموں کو جانچنے کے لیے پینل میں شامل کیا تھا، وہ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ - حیدر آباد دکن کے معروف مترجم تھے، جنھوں نے دوسری کتابوں کے ساتھ سر عبدالرحیم کی Principles of Mohammedan Jurisprudence کو ''اصولِ فقہ اسلام'' کے نام سے اُردو میں منتقل کیا ہے۔ اُن کے متعدد دوسرے تراجم دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کی طرف سے شائع ہوئے ہیں۔

۱۹۱۱ء میں ندوۃ العلماء کے ارکانِ انتظامیہ کا انتخاب ہورہا تھا۔ علامہ شبلی نے ایک مراسلے میں پنجاب سے ''مسٹر محمد شفیع'' کا نام تجویز کیے جانے کا مشورہ دیا تھا۔ ''مکتوباتِ شبلی'' کے فاضل مرتب نے اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی - لاہور کے معروف استاد مولوی محمد شفیع (م ۱۹۶۳ء) کو ''مسٹر محمد شفیع'' کا مصداق سمجھا ہے۔ مولوی محمد شفیع اپنے علم وفضل کے باوجود کبھی عوامی رہ نما نہیں رہے۔ ''مسٹر محمد شفیع'' سے مراد سر میاں محمد شفیع (م ۱۹۳۲ء) ہیں، جو اپنے وقت کے معروف سیاست دان تھے، اور ۱۹۲۰ء کے عشرے میں، جب آل انڈیا مسلم لیگ دو حصوں میں بٹ گئی تھی، تو وہ ایک حصے کے سربراہ تھے، اور یہ حصہ انھیں کے نام سے ''شفیع لیگ'' کے طور پر معروف ہوا تھا۔

سیّد ہمایوں مرزا (م ۱۹۶۲ء) کے نام ایک مکتوب میں کتاب ''مشیرِ نسواں'' کا ذکر ہے۔ اِس پر یہ حاشیہ لکھا گیا ہے: ''مشیرِ نسواں: یہ رسالہ مولوی سیّد ممتاز علی کی تصنیف ہے۔'' (۱۳) حیرت ہے کہ جس کتاب کے بارے

میں علامہ شبلی نے لکھا ہے: ''مجھ کو ہرگز توقع نہ تھی کہ ہمارے زمانہ کی مخدرات ایسی قابلانہ، مفید، دلچسپ اور فصیح کتابیں تصنیف کرسکتی ہیں۔'' (۱۴) اُسے کسی مخدّرہ (پردہ نشین خاتون) کے بجائے مولوی سیّد ممتاز علی (م ۱۹۳۵ء) کی کتاب قرار دے دیا جائے! یہ کتاب غالباً مکتوب الیہ سیّد ہمایوں مرزا کی اہلیہ صغریٰ ہمایوں بیگم کی تالیف ہے۔

ان جزوی کمزوریوں سے قطع نظر ''مکتوباتِ شبلی'' کا، ان شاء اللہ شمار علامہ شبلی نعمانی کے کارنامۂ حیات کی تحقیق و تفحص کے حوالے سے اُن مآخذ میں ہوگا جن کا مطالعہ ناگزیر سمجھا جائے گا۔

حوالہ جات و حواشی

(۱) سیّد سلیمان ندوی (مرتب)، دیباچۂ طبع ثانی، ''مکاتیبِ شبلی''، حصہ اوّل، اعظم گڑھ: مطبعہ معارف، ۱۹۲۸ء

(۲) ایضاً، مقدمہ ''مکاتیبِ شبلی''، حوالہ مذکورہ، ص ۳

(۳) ۵ مئی ۱۹۱۰ء کے ایک مکتوب میں علامہ شبلی نعمانی نے نواب حبیب الرحمٰن خاں شروانی (م ۱۹۵۰ء) کو لکھا: ''سیّد سلیمان میرے خطوط جمع کر رہے ہیں۔ کیا آپ کے پاس میرے ہفوات غلطی سے محفوظ ہوں گے؟'' (سیّد سلیمان ندوی، ''مکاتیبِ شبلی''، حصہ اوّل، حوالہ مذکورہ، ص ۱۷۹)

(۴) سیّد سلیمان ندوی (مرتب)، مقدمہ ''مکاتیبِ شبلی''، حصہ اوّل، حوالہ مذکورہ، ص ۱۰۔ سیّد صاحب نے انتخابِ مکاتیب کے جو اصول وضع کیے ہیں، ان کے سوا بھی بعض امور اُن کے پیشِ نظر رہے ہیں۔ انہوں نے بحیثیت مجموعی ایسے مکتوبات کی اشاعت بھی پسند نہیں کی جن سے علامہ شبلی کے بارے میں بدگمانیوں کو ہوا ملتی تھی۔

(۵) ایضاً، ص ۳

(۶) ''خطوطِ شبلی'' کی دوسری اشاعت (لاہور: تاج کمپنی، ۱۹۳۵ء) میں بطور مرتب صرف مولوی محمد امین زبیری کا نام چھپا ہے۔

(۷) خورشید نعمانی ردولوی، شبلی شناسی، ''مکتوباتِ شبلی'' (مرتبہ محمد الیاس الاعظمی)، اعظم گڑھ: ادبی دائرہ، دسمبر ۲۰۱۲ء، ص ۷

(۸) محمد الیاس الاعظمی، ''مکتوباتِ شبلی''، حوالہ مذکورہ، ص ۱۴

(۹) ایضاً، صفحات ۱۸۴-۱۸۶

(۱۰) ایضاً، ص ۱۵

(۱۱) ایضاً، ص ۱۸۹

(۱۲) محمد حسنین، ''خطوطِ شبلی بنام آزاد (بقلمِ شبلی)''، پٹنہ: بہار اردو اکادمی، ۱۹۸۸ء، ص

(۱۳) محمد الیاس الاعظمی، ''مکتوباتِ شبلی''، حوالہ مذکورہ، ص۱۵۴

(۱۴) ایضاً، ص۱۵۳

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆